دوسری مجلس:		مرتب خطیب اسلام: حضرت مولانا محمد امیر بجلی گھر

مجالس شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی قدس سرہ

28 جون 1959ء کو دارالعلوم حمایت الاسلام غلجی کنڈر خیل ورسک روڈ قطب وقت شیخ الحدیث حضرت مولانا میاں محمد جان صاحبؒ کے مدرسہ میں دستار بندی کا جلسہ تھا۔ جلسہ تین دن جاری رہا۔ آخری دن جلسہ کے اختتام پر شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی قدس سرہ رات گزارنے کے لئے دارالعلوم حمایت الاسلام میں ٹھہرے۔ عشاء کے بعد بڑی کثیر تعداد میں حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کے شاگرد مریدین مسترشدین معتقدین حضرت کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ حضرت کے نورانی چہرے کے دیدار میں محو تھے۔

ارشاد فرمایا: کہ جس طرح مقناطیس میں لوہے کو کھینچنے کا اثر ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے علماء حق اور اولیاء کرام کی صحبت میں اثر رکھا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ:

گر تو سنگ خارہ و مرمر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

ترجمہ: اگر تم پتھر کی طرح بے حس ہو کسی اہل دل کے پاس جب رہو گے تو موتی ہو جاؤ گے۔

ارشاد فرمایا: کہ علماء حق اور اولیاء اللہ پر حقیقت میں دنیا کی زینت ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ سے ملانے والے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ احقر کی طرف متوجہ ہوئے اور احقر سے ارشاد فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن باباؒ نے علماء کرام کے بارے میں جو اشعار کہے ہیں وہ آپ کو یاد ہیں پھر فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ تم عبدالرحمٰن باباؒ کے اشعار بہت اچھے انداز میں ترنم اور خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے ہو۔ احقر نے عرض کیا کہ حضرت یہ سب آپ حضرات کی دعائیں ہیں، فرمایا کہ اچھا وہ اشعار سناؤ جس کے اول میں یہ آتا ہے، عالمان دی روختائی ودے دنیا۔ احقر نے ترنم سے یہ اشعار سنائے۔

عالمان دی روختائی ودے دنیا		عالمان دی د تمام جہان پیشوا
کہ سوک لار غواڑی وخدائے ھم رسول تہ		عالمان دی ودے لارے راھنما
کیمیا گر کہ د کیمیا پہ طلب گرزی		ھدی د عالمانو دہ کیمیا
پہ مجلس د عالمانوں بہ سرہ زرشی		کہ سوک کاڑے دی لہ لوٹہ د صحرا

جاہلان دی پہ مثال د مردگانو عالمان دی پہ مثال مسیحا
ہرسڑے چہ رتبہ نہ لری د علم سڑے نہ دے خالی نقش دے گویا
زہ رحمان حلقہ بگوش دہر عالم یم کہ عالی دے کہ اوسط دے کہ ادنیٰ

ارشادفرمایا: کہ ماشاء اللہ بہت بہترین اشعار تھے‘ پھر فرمایا کہ یہ بہت اونچے لوگ تھے‘ یہ لوگ کاملین تھے‘ ان کو تعلق مع اللہ نصیب ہوا تھا۔ ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت بعض ائمہ حضرات جمعہ کی شب عشاء کے نماز کے بعد سورۃ ملک (تبارک الذی) پڑھتے ہیں اور مقتدی سب خاموش بیٹھ کر سنتے ہیں یہ عمل کیسا ہے۔

ارشادفرمایا: کہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ آدمی ہر رات سوتے وقت اس کو پڑھا کریں۔

فرمایا: کہ ذخیرہ احادیث میں سورۃ الملک کے اور بھی مختلف نام ذکر ہوئے ہیں جیسے المانعہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں) کہ عہد نبوتؐ میں اس سورۃ کو ہم مانعہ کہا کرتے تھے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک قبر پر نادانستہ طور پر مکان بنالیا گیا کہ ایک دن قبر سے سورۃ الملک کی آواز آئی اور پوری سورۃ کی تلاوت صاحب قبر سے سنی گئی جب نبی کریم ﷺ کو خبر دی گئی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سوۃ مانعہ اور یہ سورۃ منجیہ ہے جو اس کی تلاوت کرتا ہے اس کو عذاب قبر سے نجات دلاتی ہے۔

فرمایا کہ ایک نام اس سورۃ کا مجادلہ ہے روایات میں آتا ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ نے ایک شخص سے فرمایا کہ کیا ہم تجھ کو ایک تحفہ کی بشارت نہ دیں کہ تو اس سے خوش ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ سورۃ الملک کی تلاوت کیا کر۔ اور تو اپنے اہل اور ساری اولاد اور گھر کے بچوں کو اور پڑوسیوں کو بھی سکھادے۔ یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کیلئے نجات دلانے والی ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کر کے بخشوانے والی ہے اور جہنم سے نجات کیلئے مطالبہ کرنے والی ہے‘ اور اس کی تلاوت کی برکت سے تلاوت کرنے والا عذاب قبر سے نجات پا جائے گا۔

فرمایا کہ اس کا نام واقیہ اور مناعہ ہے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ کتاب اللہ میں ایک سورۃ ہے جس میں (30) تیس آیات ہیں اور وہ تبارک الذی بیدہ الملک ہے۔ اپنے پڑھنے والے کے لئے شفاعت کرے گی۔ یہاں تک کہ وہ بخش دیا جائے۔

ارشادفرمایا کہ ہم نے بعض شروح بخاری میں دیکھا ہے کہ اگر اس سورۃ ملک کو کوئی نیا چاند دیکھتے وقت پڑھ لے تو وہ پورے مہینے تمام بلاؤں اور مصیبتوں سے محفوظ رہے گا۔

ارشادفرمایا: کہ بعض عارفین کاملین فرماتے ہیں کہ سورۃ یاسین کی اسرار اس کے آخر میں ہیں اور سورۃ الملک کے اسرار اس کے اول میں ہے ارشاد فرمایا: کہ سورۃ ملک کی ایک آیت ہے

الا یعلم من خلق وھو الطیف الخبیر

بعض اہل خواص نے اس آیت کی بہت زیادہ فوائد بیان کئے ہیں جیسے بلاؤں کو دور کرتی ہے۔مریض کو نفع دیتی ہے مشکلات اور تکلیفات کو دور کرتی ہے۔اس کے پڑھنے سے بڑے بڑے منصب ملتے ہیں۔

ارشادفرمایا: کہ مجلس میں موجود علماء کرام اور احقر کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ آپ سب کو اس آیت شریف کے پڑھنے کی اجازت ہے۔دوسو بار عشاء کے بعد پڑھنا۔تاریخ کی کتابوں میں ان کے بیش بہا حکیمانہ اقوال اور عارفانہ مواعظ مذکور ہیں حضرت وحبؒ فرماتے ہیں کہ شرعی و دینی لحاظ سے کسی شخص کی عقل کا کامل ہونا موقوف ہے' دس امور پر ان دس امور میں سے ایک اہم امر یہ ہے کہ وہ آدمی مال کثیر اور وافر مقدار رزق کی بجائے قوت لایموت یعنی بقدر گزارہ رزق پر پوری طرح راضی و قانع ہو وہ دس امور یہ ہیں۔

۱۔ وہ شخص تکبر سے محفوظ ہو۔

۲۔ رشد وہدایت اس شخص کے اندر ثابت موجود ہو۔

۳۔ دنیا میں بقدر گزارہ رزق پر راضی ہو

۴۔ جو چیز اسکے پاس ہو (مال و دولت میں سے یا کھانا پینے کی چیزوں میں سے) اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے۔

۵۔ دنیا میں اسے جاہ و مرتبہ کے مقابلہ میں تواضع پسند ہو

۶۔ دنیا میں معزز ہونے کی بجائے اسے فقیر و مسکین ہونا پسند ہو

۷۔ عمر بھر وہ علم دین کا طالب رہے اور تنگ دل نہ ہو

۸۔ طالبین خیر سے بھی تنگ دل نہ ہو (یعنی جو لوگ اس خیر و بھلائی کا استفادہ کرنا چاہیں ان سے تنگ نہ ہو)

۹۔ غیر کی تھوڑی سی نیکی کو بھی زیادہ سمجھے اور اپنی کثیر نیکی کو بھی قلیل سمجھے۔

۱۰۔ دسواں امر جس پر زندگی کے تمام اعمال کا دارومدار ہے وہ یہ ہے کہ انسان تمام لوگوں کو دو قسم پر سمجھے۔ایک قسم کے وہ لوگ جو بہتر و افضل ہیں اور دوسری قسم کے وہ لوگ جو برے اور رزیل ہے۔لہٰذا انسان جب کسی بہتر' نیک اور افضل آدمی کو دیکھے تو وہ اس کے دل کو توڑ دے (یعنی دل میں انکساری پیدا ہو اور شدید خواہش ابھرے)

ارشادفرمایا: کہ رضا بالقضاء اور قناعت بڑی مبارک صفت ہے اور اس کے مقابلے میں حرص نہایت تباہ کن خصلت ہے حرص اور لالچ سے بچنا چاہیے۔حلال رزق پر قناعت و صبر کرنا اور راضی ہونا بڑی سعادت ہے۔حرام رزق اور حرام دولت سے اجتناب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ہمارے اسلاف کرام تو مشتبہ رزق و مال سے بھی بڑی شدت سے اجتناب کرتے تھے۔

ارشادفرمایا: کہ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ جو آدمی حلال کھائے اور سنت پر عمل کرے وہ گویا اس امت کے ابدال میں سے ہے۔

ارشاد فرمایا: کہ بعض سلف صالحین فرماتے ہیں کہ سب سے افضل چیزیں تین ہیں، سنت کے مطابق عمل، حلال مال اور باجماعت نماز۔

ارشاد فرمایا کہ حرام رزق و مال دنیا و آخرت میں موجب آفات و باعث عذاب ہے آج کل اکثر مسلمانوں کے دل مسلسل حرام کھانے پینے سے شدید زخمی اور سخت سیاہ ہو چکے ہیں اس زندگی کی ناپائیداری پر لوگ غور نہیں کرتے۔ حضرت رحمان باباؒ فرماتے ہیں:

د دنیا په تماشه چه سوک نازیگی

خوهم نن ئے تماشا ده صبا نه ده

جو لوگ دنیا کے عیش و عشرت پر آج نازاں ہیں تو ان کا یہ عیش و عشرت آج ہے کل کو کچھ بھی نہیں ہے۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت وھب بن منبہؒ قدیم آسمانی کتابوں کے بہت بڑے عالم گزرے ہیں، وہ بڑے عابد، زاہد اور تارک دنیا تھے۔ کہ کاش میں بھی اس جیسا نیک ہوتا اور اس جیسا بننے اور اس سے ملنے کی تمنا کرے اور جب کسی برے اور رزیل آدمی کو دیکھے تو یہ خیال و تصور کرے کہ شاید یہ آدمی جیسے میں برا سمجھتا ہوں نجات پا جائے اور میں ہلاک ہو جاؤں اور شاید اس شخص کے اندر کوئی ایسا کمال ہو جو مجھ پر مخفی ہو اور اسی کمال کی وجہ سے یہ شخص مجھ سے اچھا ہو۔

ارشاد فرمایا: کہ جب تم کسی آدمی میں تین صفات دیکھو تو تم اس کے سچا ہونے اور عارف باللہ ہونے کی گواہی دو۔ پہلی صفت یہ کہ وہ آدمی مال دولت کو محبوب نہ رکھتا ہو۔ دوسری صفت یہ کہ اس کا دل دو سوکھی روٹیوں پر مطمئن ہو جاتا ہو اور تیسری صفت یہ کہ اس کا دل لوگوں سے جدا ہو (یعنی بلا ضرورت لوگوں کے ساتھ اختلاط سے پرہیز کرتا ہو)

ارشاد فرمایا: کہ جو شخص علماء حق اور اولیاء اللہ کے پاس بیٹھتا ہے اگرچہ وہ ان کے علم کو محفوظ نہ کر سکے سات نعمتیں پھر بھی اس کو حاصل ہوں گی۔

۱۔ طالب علموں کی فضیلت۔

۲۔ جب تک اس مجلس میں رہے گا گناہوں سے محفوظ رہے گا۔

۳۔ جب اپنے گھر سے طلب علم کے لئے نکلے گا تو اس پر رحمت نازل ہوگی۔

۴۔ جب حلقہ علم میں بیٹھے گا تو جو رحمت اہل علم پر نازل ہوگی اس میں سے اس کو بھی حصہ ملے گا۔

۵۔ جب تک یہ دین کی باتیں سنتا رہے گا کراماً کاتبین اس کے لئے اطاعت لکھتے رہیں گے۔

۶۔ اگر کوئی علمی بات نہ سمجھنے سے غمگین ہوگا تو یہ غم اس کے لئے قرب الٰہی کا وسیلہ بنے گا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا ہے حدیث قدسی میں ہے کہ: **انا عند المنکسرۃ قلوبھم لاجلی**

ترجمہ: میں ٹوٹے ہوئے دلوں سے بہت قریب ہوں

۷۔ اس عالم کا اعزاز اپنی آنکھوں سے خود دیکھے گا اور اس کے مقابلہ میں نافرمانوں کی ذلت دیکھے گا۔ تو فساق سے اس کو نفرت ہوگی اور علماء کی طرف میلان ہوگا۔

ایک عالم دین نے حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ سے پوچھا کہ حضرت اہل اللہ کی صحبت کیوں ضروری ہے کیا کتابیں کافی نہیں؟ ارشاد فرمایا کہ آپ صحابی کیوں نہیں ہیں؟ پھر آپ نے فرمایا کہ آپ تابعی بن جائیں اس نے کہا کہ تابعی کے لئے صحابی کو صحبت کی ضرورت ہے۔ پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ اچھا آپ تبع تابعی کی صحبت ضروری ہے کہ حضرت تبع تابعی بننے کے لئے تابعی کی ضروری ہے' تھوڑی دیر کے بعد اس عالم نے کہا بس حضرت ہم سمجھ گئے۔

جزاک اللہ کہ چشم باز کردی

سراپا جانِ جاں ہر از کردی

(از احقر غفرلہ)

ارشاد: آخر میں حضرت نے سب حاضرین مجلس سے فرمایا کہ ہم آپ حضرات سے پورے خلوص سے کہتے ہیں کہ میاں صاحب (شیخ الحدیث مولانا میاں محمد جان صاحبؒ) کی صحبت اور ان کے وجود کو غنیمت جانو۔ ایسے لوگ بار بار پیدا نہیں ہوتے یہ کاملین میں سے ہیں۔

ارشاد: پھر احقر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم جب بھی ہماری مجلس میں آیا کریں تو آپ ضرور ہمیں حضرت عبدالرحمٰن باباؒ کے اشعار سنایا کریں۔ پھر حضرت کی دعا پر مجلس ختم ہوئی۔

تیسری مجلس

۱۹۵۹ء بمقام مدرسہ پراچگان کوہاٹ دن کو مدرسہ پراچگان کوہاٹ میں سالانہ جلسہ تھا۔ اس میں ضلع کوہاٹ کے علماء کرام کے علاوہ بہت بڑی بڑی شخصیات تشریف لائی تھیں۔ جیسے عمدہ المحدثین' سرتاج اولیاء شیخ المشائخ' عارف باللہ شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی' خطیب اعظم امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری' ضیغم اسلام حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی' مجاہد ملت حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب' شیخ المحدثین حضرت مولانا نصیر الدین قریشی قدس اللہ اسرارہم رات کو شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتویؒ کا قیام مدرسہ میں تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد بہت بڑی تعداد میں ضلع کوہاٹ کے علماء کرام حضرت شیخ الحدیث صاحب کے مریدین' مسترشدین' معتقدین اور تلامذہ موجود تھے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب مدظلہ جو کہ حضرت کے مخلص مرید ہیں انہوں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت ذکر کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔

ارشاد فرمایا کہ انسان کے اندر ایک عظیم قوت ہے، جس کا نام محبت ہے، انسان کی جس چیز کے ساتھ محبت ہو جاتی ہے، اسی چیز کی یاد اس کو آنے لگتی ہے، اور جب اس چیز کی محبت دوسری چیزوں پر غالب آ جاتی ہے تو اس کو عشق کہا جاتا ہے۔

پھر اسی عشق اور شدید محبت کے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک بے شمار درجات ہیں، اور اسی شدید محبت اور عشق میں عاشق صادق ساری کائنات سے کٹ کر اپنے محبوب حقیقی کی طرف بہہ نکلتا ہے، اور جب محبت زیادہ شدت اختیار کر جاتی ہے اور وہ محبوب کی محبتؒ میں ڈوبتا چلا جاتا ہے اور یہاں تک کہ وہ محبوب کی خوشنودی میں گم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو بھی نہیں پا سکتا۔ اور اس کی اپنی کوئی مرضی نہیں رہ جاتی اور حضرت صاحب احقر کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن باباؒ کے وہ اشعار سناؤ جس کے شروع میں یہ شعر ہیں۔ چہ مے مینہ خدائے پا تا ہاندے پیدا کڑہ اور فرمایا کہ تم سے اسے سناؤ۔		اشعار

چہ مے مینہ خدائے پا تا ہاندے پیدا کڑہ	ترکہ ماپہ ھغہ ورز خپلہ رضا کڑہ
اوس داستا رضا جفا کڑے کہ وفا کڑے	مادا ستا جفا قبولہ پہ وفا کڑہ
گل پہ لعلو پہ گوہر کلہ سوک پیری	بے لہ ماچہ تاختدا کڑہ ماجڑا کڑہ
دوہ یاران بہ دارنگ چا نہ وی لیدلی	چہ یوہ ورتہ کنزل کڑہ بل دعا کڑہ
مادورست جہان تہ شاو تا تہ مخ کڑو	تادورست جہان تہ مخ دماتہ شا کڑہ
ھم پہ دائے ترھا یہ نام بلند شو	چہ قبولہ عندلیب دگل جفا کڑہ
عاشقان دیار تر سپونہ ھم زاریگی	گنی مادر رقیبانو سہ پروا کڑہ
زہ رحمان چہ ستا دحسن ثنا خوان یم	ستالہ رویہ درست جہان زما ثنا کڑہ

فرمایا: کہ ماشاء اللہ عجیب کلام ہے جزاک اللہ تعالیٰ۔

ارشاد فرمایا: کہ میرے عزیزو۔ انسان کی اس عظیم قوت کا مصرف مستحق وہی ہوسکتا ہے جو محنت کا لائق و مستحق ہو، وہ ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اس میں انسان کی فلاح و نجات ہے اسی میں راحت و سکون ہے، اور دنیا اور دنیا کی چیزوں سے محبت سراسر پریشانی و سرگردانی، بے چینی و بے اطمینانی اور دنیا و آخرت کی ہلاکت ہے کیونکہ دنیا کی چیزیں، خواہ وہ مال و متاع ہو یا جاہ و منصب یا کوئی انسان، بہرحال فانی چیزیں اور ناپائیدار ہیں، اس لئے ان تمام چیزوں کے ساتھ محبت کی وجہ سے انسان پریشان و سرگردان رہتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کیوں نہ کی جائے جبکہ وہ حیّ القیوم ذات ہے۔ ساری چیزوں کے خزانے اسی کے پاس ہیں، حسن و جمال اور ساری صفات کمال اس کی ذاتی اور لامحدود ہیں۔ جوان کے ساتھ تھوڑی سی بھی محبت کرتا ہے۔ اور

تھوڑا سا بھی ان کی طرف متوجہ ہو پاتا ہے۔ تو وہ اس سے بہت زیادہ محبت کرنے لگتے ہیں' اور جو جس قدر زیادہ محبت کرتا ہے' اسی قدر وہ ذات اپنی رحمت میں لے لے تو ایسے شخص کو حزن و ملال نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کسی کا خوف اور غم ہوتا ہے' قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم و لا هم لیحزنون**

اللہ تعالیٰ کہ دوستوں کے لئے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غمگین ہوں گے اور یہی اللہ تعالیٰ کے محبین حضرات انبیاء کرامؑ اور ان کے بعد اولیاء اللہ ہیں جو دنیا میں بڑے بڑے اصلاحی انقلابات لاتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: کہ اس دنیا میں ہر چیز کی زندگی روح سے ہے' محض بدن سے کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی۔ جب تک بدن کے اندر روح ہے۔ زندگی کہلاتی ہے جیسے ہی روح نکل جاتی ہے' آدمی کو مردہ کہتے ہیں' اسکے بعد وہ اس قابل نہیں رہتا کہ اسے باقی رکھا جائے وہی انسان جس سے محبت کا تعلق ہوتا ہے روح نکلنے کے بعد اس سے وحشت ہونے لگتی ہے۔

ارشاد فرمایا: کہ اس سے معلوم ہوا کہ تعلق اور محبت درحقیقت بدن سے نہیں بلکہ اس کے اندر جو روح سمائی ہوئی ہوتی ہے اس سے ہوتا ہے پھر فرمایا کہ اسی طرح پوری کائنات بھی کسی روح سے زندہ ہے' جب تک یہ روح کائنات میں موجود ہے' یہ زندہ کہلائے گی اور جب یہ روح نکل جائیگی تو عالم کائنات کی موت واقع ہو جائیگی اور قیامت برپا ہو جائیگی۔

ارشاد فرمایا کہ عالم کائنات کی روح کیا ہے اس کے متعلق جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے

ولا تقوم الساعته حی یقال فی الارض الله الله (قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک اس دنیا میں ایک آدمی بھی اللہ اللہ کہنے والا موجود ہو)

ارشاد فرمایا: کہ بعض لوگ اپنے آپ کو ذاکر' شاغل بلکہ صوفی بھی کہتے ہیں اور نوافل و مستحبات کا بہت زیادہ اہتمام کرتے ہیں چھوٹی چھوٹی باتوں میں لوگوں پر تنقید کرتے ہیں لیکن خود فرائض وواجبات سے غافل رہتے ہیں وہ خود فرائض وواجبات کا اس قدر اہتمام نہیں کرتے جس قدر اہتمام نفلی عبادات کا کرتے ہیں' یہ جاہ پرستی ہے' ان لوگوں کو ذکر اللہ کی حقیقت حاصل نہیں ورنہ جن لوگوں کو ذکر اللہ میں کمال حاصل ہوتا ہے' وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہتے ہیں اور فرائض وواجبات کا خوب اہتمام کرتے ہیں اور حرام سے بچنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے فضائل قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اس کثرت سے ذکر کئے گئے ہیں کہ اس کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں' لیکن ہم مختصر کچھ عرض کر دیتے ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ **فاذکرونی اذکرکم واشکرولی ولاتکفرون**

پس تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد رکھوں' اور میرا احسان مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔ میرے ان بے شمار احسانات اور انعامات کی وجہ سے جو میں نے تم پر کئے ہیں تم پر یہ لازم ہے کہ تم اپنے دل اپنی زبان اور اپنے اعضا جوارح سے مجھے یاد

کرو۔ اور میں تمہیں یاد کروں گا اپنی رحمتوں اور عنایتوں کے ساتھ اور تمہاری طرف متوجہ رہوں گا اور دنیا و آخرت میں کامیابی و نصرت، فتح مندی و سرخروئی اور طرح طرح کے انعامات اور رحمتوں سے تمہیں نوازدوں گا۔

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہیئے، کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو ایک لحظہ بھی غفلت نہیں ہوتی کہ ان کی ظاہری عبادت تو اپنے اپنے اجر و ثواب حاصل ہی کرے گی، یہ ہر وقت کا ذکر و فکر پوری زندگی کے اوقات میں ستر گناہ مزید براں۔

ارشاد فرمایا کہ یہی چیز ہے جس نے شیطان کو دق کر رکھا ہے پھر فرمایا کہ شیخ جنید بغدادی کا واقعہ کتابوں میں لکھا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ خواب میں شیطان کو بالکل ننگا دیکھا۔ انہوں نے فرمایا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ آدمیوں کے سامنے ننگا ہوتا ہے، وہ کہنے لگا کہ یہ کوئی آدمی ہیں، آدمی تو وہ ہیں جو شونیزیہ کی مسجد میں بیٹھے ہیں، جنہوں نے میرے بدن کو دبلا کر دیا اور میرے جگر کے کباب کر دیئے۔ شیخ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں شونیزیہ کی مسجد میں گیا میں نے دیکھا کہ چند حضرات گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں۔

ارشاد: احقر کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن باباؒ نے ذکر و شغل کے بارے میں کچھ فرمایا ہو تو سناؤ تو احقر نے عرض کیا کہ جی حضرت پھر احقر نے یہ اشعار سنائے۔

ھسے یادئے ہمیشہ مدام زما	چہ اورائے پہ ہر صبح و شام زما
ہر کلام چہ زہ بے ستالہ یا دہ وکڑم	سل تو بے وی پہ ھغہ کلام زما
کہ بے تا دزڑہ آرام کڑم پہ سل رنگہ	نہ شی نہ شی پہ ھیس رنگ آرام زما
ننگ و نام کہ ستاپہ مینہ لہ ما دروی	زارشہ ستاتر مینے ننگ ونام زما
نن دوخت دے کہ مے آہ وفریاد آورے	سوچہ خاورے نہ دے ھراندام زما
زہ رحمان بہ دانا کام کوم ترکومہ	وایہ کلہ بہ حاصل کڑے کام زما

ارشاد فرمایا: ماشاء اللہ بہت مبارک اور معنی سے پُر اشعار ہیں، پھر فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن باباؒ بہت بڑے آدمی اور بہت بڑے عارف و واصل تھے۔

ارشاد فرمایا: کہ ذکر کی فضیلت میں اگر کوئی اور آیت نہ ہو تو صرف یہی ایک آیت اس کی فضیلت کے لئے کافی ہے، ایک بندے کے لئے اس سے زیادہ فخر اور اس سے بڑا انعام اور کیا ہوسکتا ہے کہ معبود حقیقی اور محبوب حقیقی اور پوری کائنات کا خالق و مالک اس کو یاد کرے اور اس کی طرف متوجہ ہو اور پھر اس کا یاد کرنا بھی صرف یاد کرنا نہیں بلکہ اس کا یاد کرنا اپنے انعامات اور احسانات و عنایات اور عزتوں اور عظیم کامیابیوں کا عطا کرنا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی یاد

کی توفیق عنایت فرمائے۔

"ارشاد فرمایا: کہ ایک بزرگ کا واقعہ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک دن اس نے اہل مجلس سے فرمایا کہ میں اس وقت کو جانتا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ ہمیں یاد فرماتے ہیں' حاضرین نے عرض کیا کہ حضرت آپ کو یہ کیسے معلوم ہو جاتا ہے' تو انہوں نے فرمایا کہ قرآن مجید کے وعدے کے مطابق جب کوئی مومن اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے یاد کرتا ہے۔ اسلئے سب کو یہ سمجھ لینا آسان ہے کہ جس وقت ہم اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہونگے تو اللہ تعالیٰ بھی ہمیں یاد فرمائے گا۔

ارشاد فرمایا: کہ وعظ و نصیحت ہو یا دعوت و تبلیغ ہو یا دین اسلام کیلئے کوئی اور جدو جہد اور کوشش ہو اس میں بھی کثرت ذکر مطلوب ہے بلکہ ایسے موقعوں پر ذکر میں کوتاہی بھی دینی جدو جہد اور کوشش کو بے نور اور بے روح بنا دیتی ہے۔

ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ دونوں کو فرعون کے پاس بھیجا تو ان دونوں کو جو خاص تاکید کی تھی وہ کثرت ذکر اور ذکر میں کوتاہی نہ کرنے کی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو ارشاد فرماتے ہیں کہ

اذھب انت واخوک بایاتی ولا تنیا فی ذکری

"اے موسیٰؑ تم اور تمہارا بھائی میری نشانیوں کے ساتھ جاؤ اور تم دونوں میرے ذکر میں سستی نہ کرنا۔

ارشاد فرمایا: کہ وعظ و نصیحت اور دعوت و تبلیغ کا اصل سر چشمہ اللہ تعالیٰ ہی ہیں کیونکہ اس کی طرف اور اس کے دین کی طرف لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے۔ لہٰذا وعظ و نصیحت اور دعوت دینے والے کا جس قدر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط ہوگا اسی قدر اس کی دعوت اور نصیحت میں جان اور قوت ہوگی اور اس سے خیر پھیلے گی لیکن اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق کمزور ہو جائے تو اس کی یہ دعوت و نصیحت بے روح اور بے جان ہو جاتی ہے۔

ارشاد فرمایا کہ ذکر جہر اور ذکر خفی دونوں میں فضیلت ہے من وجہٍ' کسی وجہ سے جہر افضل ہے اور بعض وجہ سے خفی افضل ہے اور فرمایا کہ دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مطلق ذکر کا حکم فرمایا ہے اذکروا اللہ کثیرا مطلق کے زد میں جو ہو مامور ہے اور البتہ فضائل خارجی مختلف ہوتے ہیں باعتبار ذکر اور وقت اور کیفیت ثمرات کے۔

ارشاد فرمایا کہ میرے عزیزو! اپنے دل کی ایک بات آپ حضرات کو سناتا ہوں اسے غور سے سنو اللہ تعالیٰ کا ذکر دل کو نرم و روشن اور اللہ تعالیٰ کی طرف مائل کر دیتا ہے' بندے کے دل کو بری عادتوں اور برے اخلاق سے پاک کر دیتا ہے اور اچھے اخلاق و جذبات سے دل کو سنوارتا ہے' ذکر کے نور سے ذاکر کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص نسبت و تعلق پیدا ہو جاتا ہے' جس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی اس کے قرب کو اپنا مقصد بنا لیتا ہے۔ ایک مسترشد نے عرض کیا کہ حضرت ذکر میں دل نہیں لگتا۔

ارشاد فرمایا کہ میرے عزیزو! اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر بہت زیادہ کیا کرو کہ اس نے آپ کے ایک عضو (زبان) کو

ذکر میں لگا دیا ہے اور دل کی توجہ کی دعا کرتے رہو۔

ایک مولانا صاحب (جو کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس سرہ) کے شاگرد بھی تھے اور مرید بھی نے عرض کیا کہ حضرت یہ تسبیح جو ہے اس کی کوئی اصل ہے۔

ارشاد فرمایا کہ عظیم محدث ملا علی قاریؒ مرقات میں فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس آئے اور اس کے ہاتھ میں کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں جس سے وہ تسبیح پڑھ رہی تھی' تو فرمایا ملا علی قاریؒ نے کہ یہ حدیث اصل ہے بزرگوں کے تسبیح رکھنے کی اور نبی کریم ﷺ کا سکوت بھی جواز کی دلیل ہے' خواہ تسبیح کے دانے الگ الگ ہوں یا پرو دیئے گئے ہیں اس میں کوئی فرق نہیں اور یہ قول نا قابل توجہ ہے جو تسبیح کو بدعت کہتے ہیں اور فرمایا کہ حضرات مشائخ نے فرمایا ہے کہ تسبیح شیطان کے لئے کوڑا ہے یعنی یہ غفلت نہیں پیدا ہونے دیتی۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت جنید بغدادیؒ جبکہ وہ کامل ہو گئے تھے' ان کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی گئی تو ان سے کہا گیا کہ اب اس کی کیا ضرورت ہے؟ تو فرمایا کہ اس کی برکت ہی سے تو واصل ہوئے ہیں اس کو کیسے چھوڑ دیں۔ ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ شیخ و مرشد کی ضرورت کیوں ہے کیا مرشد کے بغیر ذکر مفید نہیں۔

ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں ایک دعا ہے اللھم افتح اقفال قلوبنا بذکرک " یعنی اے اللہ تعالیٰ ہمارے دل کے تالوں کو اپنے ذکر کی کنجی سے کھول دیجئے۔"

فرمایا کہ اس دعا میں اشارہ ہے کہ ہر دل میں نسبت مع اللہ اور تعلق مع اللہ کی صلاحیت موجود ہے اور وہ سیل بند دل میں پڑی ہے۔ ذکر اللہ کی برکت سے اس کی سیل ٹوٹتی ہے لیکن کنجی جب ہی کام کرتی ہے جب کسی کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور وہ ہاتھ مرشد اور شیخ ہے جس کی نگرانی اور تربیت اور توجہ اور دعا کے ساتھ ذکر اللہ کا اہتمام مفید ہوتا ہے۔

ارشاد فرمایا: کہ نبی کریم ﷺ نے جس طرح اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ترغیب دی اور تاکید فرمائی اسی طرح اس کے خاص کلمات بھی تلقین فرمائے اگر یہ نہ ہوتا تو اس کا امکان تھا کہ علم و معرفت کی کمی کی وجہ سے بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس طرح کرتے جو اس کا شایان شان نہ ہوتا یا جس سے بجائے حمد و ثنا کے معاذ اللہ تعالیٰ اس کی تنقیص ہوتی' مولانا رومؒ نے اپنی مثنوی میں حضرت موسیٰؑ اور ایک چرواہے کی یہ حکایت بیان کی ہے۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں ایک مجذوب اور اللہ تعالیٰ کا عاشق صادق بکریاں چرایا کرتا تھا اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں مخلوق سے دور عشق الٰہی میں چاک گریبان روتا پھرتا تھا' اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا تھا کہ اے میرے اللہ! آپ مجھ کو کہاں ملیں گے' اگر آپ مجھ کو مل جاتے تو میں آپ کا نوکر ہو جاتا اور آپ کی گدڑی سیا کرتا اور

آپ کے سر میں کنگھی کیا کرتا اور آپ کو کبھی بیماری پیش آتی تو میں آپ کی خوب غمخواری کرتا اے اللہ! اگر میں آپ کا گھر دیکھ لیتا تو صبح وشام آپ کے پیروں کی مالش کرتا اور جب آپ کے سونے کا وقت ہو جاتا تو آپ کے سونے کی جگہ کو جھاڑو سے خوب صاف کرتا' اے اللہ! آپ کے اوپر میری تمام بکریاں قربان ہوں' اے اللہ! بکریوں کے بہانے سے میں جو الفاظ ہائے ہائے کرتا ہوں وہ دراصل آپ کی محبت کی تڑپ میں کرتا ہوں بکریاں تو صرف بہانہ ہیں۔اسی طرح وہ چرواہا محبت کی باتیں اپنے رب سے کر رہا تھا کہ اچانک حضرت موسیٰ کا اس طرف سے گزر ہوا۔حضرت موسیٰ نے جب یہ باتیں سنیں تو ارشاد فرمایا: کہ اے چرواہے! کیا اللہ تعالیٰ کو نوکر کی ضرورت ہے؟ اس کا کوئی سر ہے کہ تو ان کی بالوں میں کنگھا کرے گا یا ان کو بھوک لگتی ہے کہ تو ان کو بکریوں کا دودھ پلائے گا۔اللہ تعالیٰ کیا بیمار ہوتے ہیں جو تو ان کی غمخواری کرے گا۔اے جاہل! اللہ تعالیٰ کی ذات نقصان واحتیاج کی تمام باتوں سے پاک ہے تو جلد توبہ کر' تیری ان باتوں سے کفر لازم آتا ہے' بے عقل کی دوستی عین دشمنی ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ تیری ان خدمات سے بے نیاز ہیں اس چرواہے نے حضرت موسیٰ کی یہ باتیں سنیں تو بہت شرمندہ ہوا اور غلبہ خوف اور شدت حزن واضطراب سے گریبان پھاڑ ڈالا اور روتا ہوا جنگل کی طرف بھاگ گیا حضرت موسیٰ پر وحی نازل ہوئی۔

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

ترجمہ: ''اے موسیٰ تم نے میرے بندے کو مجھ سے کیوں جدا کر دیا' تم کو میں نے بندوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے بھیجا ہے نہ کہ جدا کرنے کے لئے تمہارا کام وصل کا تھا نہ کہ فصل کا۔''

ارشاد فرمایا: کہ میرے محترم بزرگو اور عزیزو! کسی بھی لحہ اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہونا چاہیے اس لئے کہ

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی
شاید کہ نگاہ کند آگاہ نباشی

''یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک لحہ کو بھی غافل نہ ہونا چاہیے ہوسکتا ہے کہ جس وقت وہ نگاہ کرم فرمائیں اور تم کسی اور طرف غفلت سے مشغول ہو۔'' اور حضرت کی دعا پر یہ مجلس برخاست ہوئی (جاری ہے)

خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے